قرآنی علم و فہم کا درجۂ حکمت

قسط نمبر ۸

مولانا محمد تقی امینی

"احسن تقویم" میں نامیاتی لہروں کے ساتھ نوری کرنوں کی آمیزش اور اس کے نتیجہ میں مختلف خصوصیتوں اور صلاحیتوں کا ظہور قدرت کی صناعی کا ایسا کارنامہ ہے کہ اس تک رسائی تو درکنار اس پر گفتگو کی بھی ہمت نہیں ہو رہی ہے۔

نامیاتی لہریں طبعی قوتوں سے پیدا ہوتی ہیں اور قوتیں ان اجزاء کے خواص و اثرات سے وجود میں آتی ہیں جو پیکرِ انسانی کی بناوٹ میں استعمال کئے گئے ہیں۔ استعمال ہونے والے وہ اجزاء تھے جو قوت و پختگی کے لحاظ سے حیوانی اجزاء سے بلند و برتر تھے کہ اس کے بغیر اجزاء پر نہ انسان کی صورت گری ہو سکتی اور نہ ان میں نوری کرنوں کے تحمل و برداشت کی طاقت ہو سکتی تھی۔

قرآن حکیم نے انسان کی پیدائش کے بیان میں کئی الفاظ استعمال کئے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ خاک کے ذرّے نے ایک دم پیکرِ انسانی کی شکل نہیں اختیار کی بلکہ کچھ خصوصیات پیدا کرنے کے لئے اس کو مختلف مراحل سے گذارا گیا ہے۔ مثلاً:-

طین۔ وہ مٹی جو پانی کے ساتھ ملی ہوئی[1]

سُلالۃ۔ ست یا خلاصہ جو زمین سے کھینچ کر نکالا جائے[2]

صلصال [illegible] [3] کھنکھناتی خشک مٹی جو سڑے ہوئے گارے سے تیار ہوئی ہے

[illegible] نفس نباتی، نفس انسانی اور نفس حیوانی کی بحث ملتی ہے۔[4]

---

[1] [illegible] راغب اصفہانی، المفردات [4] محمد جلال الدین اخلاق جلالی ص۲۲ (باقی اگلے صفحہ پر)

جن سے مختلف مراحل کی تائید ہوتی ہے، لیکن اس بحث سے خواص و اثرات کے صرف خصوصیاتی یا نفسیاتی ارتقاء کا ثبوت ملتا ہے کہ خاک کے ذرہ میں ایک دم سے نہیں بلکہ بتدریج انسان کی صورت گری و نوری کرنوں کی تحمّل و برداشت کی خصوصیت و صلاحیت پیدا ہوئی ہے اور جدید دنیا جس ارتقاء سے بحث کرتی ہے وہ حیاتیاتی ارتقاء کی ہے کہ جس کے لحاظ سے انسان تمام ترحیوان کی ترقی یافتہ شکل قرار پاتا ہے اور اس کی ساخت کے کسی مرحلے میں بھی کسی نورانی توانائی کو تسلیم نہیں کیا جاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ اوپر بیان کردہ تفصیلات سے یہ نظریہ غلط ہو جاتا ہے۔

انسان کی طبعی زندگی اس کی قوتوں اور ان سے پیدا شدہ نامیاتی لہروں اسی طرح نورانی توانائی اس کی شعاؤں اور ان سے پیدا شدہ نوری کرنوں اور پھر مختلف گروپ و حصّوں میں ان کی تقسیم اور دونوں میں خاص مناسبت قائم کر کے ایک کی دوسرے کے ساتھ آمیزش اور اس کے نتیجہ میں انسانی خصوصیتوں اور صلاحیتوں کا ظہور و باہمی تفاوت وغیرہ سے انسان کی ساخت کا ایک نیا رخ متعین ہوتا ہے جو یقیناً اس رُخ سے مختلف ہے جو جدید دنیا نے متعین کیا ہے۔ اس نئے رخ کو سامنے رکھ کر نظریہ ارتقاء کی نئے انداز سے توجیہہ و تشریح کی ضرورت ہے۔

سرِدست صرف دو قوتوں کا ذکر کیا جاتا ہے جن کا خصوصیتوں اور صلاحیتوں کے پیدا کرنے اور ان کی کمی بیشی میں خاص کردار ہے وہ یہ ہیں:

(۱) خواہش ـــــ اور

(۲) شعور

خواہش طبعی زندگی کے تقاضا سے پیدا ہوتی اور شعور نوری کرنوں کے پرتو سے وجود میں آتا ہے۔ شعور کی اپنی مستقل اکائی ہے جس طرح خواہش کی اپنی اکائی ہے۔ یہ بڑی زیادتی کی بات ہے کہ شعور اور اس سے پیدا شدہ علم و حکمت اور اخلاق وغیرہ کا سرچشمہ [illegible] کے اثرات یا ناآسودہ جنسی خواہشات کو قرار دیا جائے جیسا کہ جدید نظریات میں

[illegible] اخلاق، نادری [illegible] و [illegible] دوم [illegible] چہارم اطوار و منازل تخلیق آدمی اور ابتداء کی کتاب "[illegible] کا تاریخی پس منظر" و "تہذیب کی تشکیل جدید" [illegible]

کسی نوری توانائی تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے لازم آتا ہے ۔ یہ خواہش اور ان سے متعلق نامیاتی لہریں ہر انسان میں یکساں نہیں ہوتی ہیں، بلکہ زمین، فضا، آب و ہوا اور سختی و نرمی کثافت و لطافت وغیرہ کے اختلاف کی وجہ سے ان میں کافی فرق ہوتا ہے ۔ اسی طرح نورانی کرنوں کا پرتو بھی نامیاتی لہروں پر یکساں نہیں پڑتا ہے بلکہ کرنوں اور لہروں کے درمیان جو مناسبت قائم کر دی گئی ہے اسی کے لحاظ سے کرنیں لہروں میں اپنا جلوہ دکھاتی اور انسانی اوصاف و خصائص کا سرچشمہ بنتی ہیں ۔

کرنوں کی تقسیم کو قریب الفہم بنانے کے لئے اس وقت انکے دو بڑے حصے کئے جاتے ہیں ۔

(۱) اعلیٰ ـــــ اور

(۲) ادنیٰ

یہ تقسیم مناسبت کو ملحوظ رکھ کر ہے ورنہ کرنیں اپنی اصل کے اعتبار سے سب اعلیٰ ہیں ۔

اسی طرح لہروں کو سمجھنے کے لئے ان کو دو بڑے گروپوں میں تقسیم کیا جاتا ہے ۔

(۱) قوی ـــــ اور

(۲) ضعیف

یہ تقسیم بھی مناسبت کو ملحوظ رکھ کر ہے ورنہ لہریں اپنی اصل کے اعتبار سے بے حد مختلف ہیں ۔

کرنوں اور لہروں کے درمیان جذب و کشش کی مناسبت و قوت جانچنے کے لئے دو بڑے پیمانے مقرر کئے جاتے ہیں ۔

(۱) سختی و مضبوطی ـــــ اور

(۲) نرمی و لچک

(۱) کرنیں اور لہریں دونوں اپنی اپنی جگہ سختی و مضبوطی کے ساتھ قائم ہوں اور لہریں اپنے کو دبا کر کرنوں کی طرف مائل نہ نظر آتی ہوں ۔

(۲) کرنیں اور لہریں اپنی اپنی جگہ قائم ہونے کے باوجود ان میں پہلی جیسی سختی و مضبوطی نہ ہو بلکہ کرنیں کچھ نرم گوشہ رکھتی ہوں ۔ اسی طرح لہروں میں بھی کچھ نرمی و لچک موجود ہو ۔

پہلی صورت میں کرنوں اور لہروں کے درمیان نزاع و کشمکش جاری رہتی ہے جس کی وجہ سے اندرونی حالت میں اضطراب و بے چینی پائی جاتی ہے اور دوسری صورت میں

کرنوں اور لہروں کے درمیان ہمواری و صلح جوئی پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے اندرونی حالت پہلی کے مقابلہ میں اگرچہ پُرسکون رہتی ہے لیکن اضطراب و بے چینی کی کیفیت اس میں بھی موجود رہتی ہے۔ کرنوں اور لہروں کے انفرادی خواص و اثرات یہ ہیں۔

اعلیٰ کرنوں سے اعلیٰ درجہ کے کمالات اور بلند احوال و مقامات حاصل کرنے کی اہلیت ہوتی ہے اور ادنیٰ کرنوں سے معمولی درجہ کے کمالات اور احوال و مقامات کی اہلیت ہوتی ہے۔

قوی لہروں سے شوکت و سطوت اور غلبہ و اقتدار حاصل کرنے کی اونچے درجہ کی اہلیت ہوتی ہے اور ضعیف لہروں سے یہ اہلیت معمولی درجہ کی ہوتی ہے۔

کرنوں اور لہروں کے باہمی امتزاج کے بعد اہلیت میں تفاوت کے لحاظ سے انسان کی بے شمار قسمیں وجود میں آتی ہیں جن میں سے چند کو ذکر کیا جاتا ہے کہ ان کے ذریعہ دوسری بے شمار کو سمجھنے میں سہولت ہوگی۔

کرنوں اور لہروں کے باہمی امتزاج کے بعد خواص و اثرات کو دو بڑی شکلوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

(۱) سختی و مضبوطی والی شکل

(۲) نرمی و لچک والی شکل

سختی و مضبوطی والی شکل کی چار بڑی قسمیں یہ ہیں:

(۱) اعلیٰ کرنوں اور قوی لہروں سے عزم و ہمت میں پختگی و بلندی پیدا ہوتی ہے۔ اونچے درجہ کے کاموں پر نظر ہوتی اور اونچے درجے کے مناصب و مقامات حاصل کرنے کی اہلیت ہوتی ہے۔ اس قسم کے لوگ اگرچہ بہت کم پائے جاتے ہیں لیکن جتنے بھی ہوتے ہیں ان میں سردار و پیشوا بننے کی صلاحیت ہوتی ہے۔

(۲) ادنیٰ کرنوں اور قوی لہروں سے عزم و ہمت میں پختگی تو ہوتی ہے لیکن زیادہ بلندی نہیں پائی جاتی ہے جس کی بناء پر اونچے درجے کے کاموں پر نظر نہیں ہوتی۔ ایسے لوگوں میں حمیت و غیرت اور بہادری و جانبازی کے کاموں کی اہلیت زیادہ ہوتی ہے۔ اس قسم کے لوگ نسبتاً زیادہ ہوتے ہیں لیکن سپہ گری و میدان جنگ کے زیادہ اہل ثابت ہوتے ہیں۔

(۳) اعلیٰ کرنوں اور ضعیف لہروں سے عزم و ہمت میں پختگی والے کاموں سے سرغنئ

ہوتی اور اونچے درجہ کے کاموں پر نظر نہیں ہوتی ہے بلکہ اگر موقع ملے تو اعلیٰ کرنوں کے اثر سے رضاء الٰہی کی خاطر ترک دنیا پر آمادگی ہو جاتی ہے۔

(۴) ادنیٰ کرنوں اور ضعیف لہروں سے سستی وکاہلی اور درماندگی اور عاجزی وغیرہ پیدا ہوتی ہیں۔ تمام چیزوں سے دست برداری میں عافیت نظر آتی اور موقع ملنے پر ترک دنیا کو ترجیح ہو جاتی ہے۔ اگرچہ رضاء الٰہی کے کام بھی زیادہ نہیں ہو پاتے ہیں۔

نرمی ولچک والی شکل کی چار بڑی قسمیں یہ ہیں:

(۱) اعلیٰ کرنوں اور قوی لہروں سے حکمتوں مصلحتوں اور اسرار و رموز دریافت کرنے کی اہلیت ہوتی اور ریسرچ وتحقیق کے کاموں سے دلچسپی ہوتی ہے۔ ایسے لوگ بھی اگرچہ بہت کم پائے جاتے ہیں لیکن جس قدر ہوتے ہیں وہ موقع ملنے پر اپنے میدان میں کارہائے نمایاں انجام دیتے ہیں البتہ نرمی ولچک کی وجہ سے قیادت وسرداری کی اہلیت میں کا کمی آجاتی اور معتقدین کا حلقہ بھی زیادہ نہیں ہوتا ہے۔

(۲) ادنیٰ کرنوں اور قوی لہروں سے تحقیقی وتنقیدی امور کے بجائے تقلیدی امور کی طرف رغبت زیادہ ہوتی اور گہرائی کے بجائے ظواہر پر قناعت ہوتی ہے۔ نرمی ولچک کی وجہ سے قوی لہروں کی کارکردگی متاثر ہوتی اور کوئی نمایاں کام نہیں انجام دے پاتی ہیں۔

(۳) اعلیٰ کرنیں اور ضعیف لہریں

(۴) ادنیٰ کرنیں اور ضعیف لہریں

یہ دونوں قسمیں حد درجہ کمزور ہوتی ہیں۔ چوتھی قسم میں کرنوں کے ادنیٰ ہونے کی وجہ سے وہ کوئی مؤثر کردار ادا نہیں کرسکتی ہیں اور تیسری شکل میں کرنوں کے اعلیٰ ہونے کے باوجود نرمی ولچک کی وجہ سے ان کی اصلی کارکردگی باقی نہیں رہتی ہے۔ بس ان کی وجہ سے دعا و مناجات وغیرہ میں سرور وانبساط کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

راقم الحروف نے اپنی کتاب "حدیث کا درایتی معیار" میں مذکورہ قسموں کو اس طرح بیان کیا ہے۔

نزاع وکشمکش (سختی ومضبوطی) کی چار بڑی شکلیں یہ ہیں:

(۱) اعلیٰ انسانی بنیاد اور قوی حیوانی بنیاد

(۲) اعلیٰ انسانی بنیاد اور ضعیف حیوانی بنیاد (بقیہ: صفحہ ۵۵ پر)